ندرت ومعنویت میں اضافہ کیا اورخود ان کا اپنا کلام بھی شعرائے نو کے لیے تہذیب شعر کا ایک ذریعہ بن گیا۔شعرِ غالب کا اُردوشاعری پر بڑا احسان ہے کہ آنے والے دور میں غالب کے بے مثل تخیل اورنفسیاتی ژرف بینی سے استفادۂ خاص کیا گیا۔ چناں چہ غالب کے بعد کی شاعری لفظی ومعنوی اورتخیلی اعتبار سے کلامِ غالب سے مستفیض نظر آتی ہے۔ غالب کے اندازِ شعر اور لفظیات وترکیبات بڑے ہی اثر انگیز ہیں اور بہ غور دیکھا جائے تو بعد کے شعرا میں شاید ہی کوئی ایسا شاعر ہوجس کے ہاں غالب کے اندازِ بیان سے اثر پذیری نہ جھلکتی ہو۔

خالصتاً تضمین کے زاویے سے دیکھا جائے تو غالب اس حوالے سے ممتاز ہیں کہ وہ خود تو اپنے احساسِ انانیت کے باعث ہرکس وناکس کے شعروں کو پیوندِ کلام نہیں کرتے لیکن خود ان کی شاعری کو بہ کثرت تضمین کیا گیا ہے۔چوں کہ کلامِ غالب میں پہلوداری کا وصف پایا جاتا ہے اس لیے اکثرمواقع پر تفہیم کلام غالب دشوارتر محسوس ہوتی ہے، چناں چہ شرح وتفسیر کے لیے بھی غالب کی شاعری کوتضمین کرنے کا رجحان ملتا ہے۔ اس سلسلے میں مرزا عزیز بیگ سہارن پوری کا نام لیا جا سکتا ہے جنھوں نے غالب کے مکمل اردو دیوان کی تضمین اسی غرض سے کی۔ یہ کتاب **روح کلامِ غالب المعروف بہ تفسیر کلامِ غالب** کےعنوان سے سامنے آئی (۱) اس بات سے قطعِ نظر کہ شرح کرتے ہوئے بعض اوقات مرزا سہارن پوری سے بعض فروگذاشتیں بھی ہوئیں، جیسا کہ حامد حسن قادری نے اپنے مضمون ''کلامِ غالب کی تضمین'' میں اس حوالے سے چند ناکام تضمینوں کی نشان دہی کی ہے جن کے باعث وہ غالب کے پیش کردہ درست مفہوم کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں (۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انھوں نے اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ وہ تمام تر شعریت کو برقرار رکھتے ہوئے غالب کے اصل مفاہیم کونمایاں کرسکیں۔ اکثر مقامات پر انھیں کامیابی بھی ہوئی ہے اور ایسے مواقع پر احساس ہوتا ہے کہ وہ اس امر سے آگاہ ہیں کہ ''تضمین کی صرف یہ خوبی نہیں کہ اس کے مصرعے اصل مصرعوں سے دست وگریباں ہوجائیں بل کہ ان سے اصل شعر کے معانی اور مطالب کوخواہ وہ کتنے ہی دقیق اور لاینحل ہوں، اس لطافت سے نمایاں کر دیا جائے کہ پوری تضمین ایک ہی دل ودماغ کی شاعرانہ کاوشوں کا نتیجہ معلوم ہو۔''(۳)

کلامِ غالب کی تضمین کا آغاز مرزا غالب کے زمانے ہی سے ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ حالی نے نہ صرف یادگارِ غالب لکھ کر مرزا غالب سے اپنی ارادت وعقیدت کا اظہار کیا بل کہ وہ ان کی ایک بے مثال فارسی نعتیہ غزل کی دل کش تخمیس بھی کرتے ہیں۔ حالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ محبت کو بڑے دل پذیر پیرایے میں غالب کے اشعار کے ساتھ اپنے مصاریع کے اتصال سے پیش کر دیا ہے۔ ہر بند میں ان کے بہم پہنچائے گئے تینوں مصرعے تضمینی اشعار کے ساتھ مل کر معنی میں یک جا ہو جاتے ہیں۔ غالب کی غزل کا مطلع اور اس پر حالی کا اسی جذبے سے بھرپور تخمیسی بند ملاحظہ کیجیے:

حق جلوہ گر ز طرزِ بیانِ محمدؐ است
آرے کلامِ حق بزبانِ محمدؐ است(۴)
اعجاز از خواص لسانِ محمدؐ است
عین الحیوۃ گم بہ دہانِ محمدؐ است
گر نور و گر ھدیٰ کہ ازانِ محمدؐ است
''حق جلوہ گر ز طرزِ بیانِ محمدؐ است
آرے کلامِ حق بزبانِ محمدؐ است''(۵)

بیسویں صدی کے آغاز میں اقبال وہ ممتاز شاعر ہیں جو غالب کے تخیل کے اسیر نظر آتے ہیں۔ اقبال کے مطابق وہ ایسے شعرا میں سے ہیں جن کا ذہن اور تخیل انھیں مذہب اور قومیت کی تنگ حدود سے بالاتر مقام عطا کرتا ہے بل کہ ان کے فارسی کلام کے تو وہ اس حد تک معترف ہیں کہ اسے ''مسلمانانِ ہند کی جانب سے واحد پیش کش'' قرار دیتے ہیں، جس سے ''ملّت کے عام ادبی سرمایے میں کوئی مستقل اضافہ ہوا ہے۔''(۶) چناں چہ بانگِ درا کی معروف نظم ''مرزا غالب'' میں وہ بڑی ارادت کے ساتھ غالب کی منفرد فکر ونظر کے لیے 'فردوسِ تخیل اور 'کشتِ فکر' کے استعارے وضع کرتے ہوئے ان کی 'شوخیِ تحریر' میں حیات اور مسائلِ

حیات کو مضمر گردانتے ہیں۔ اقبال ان کے 'لب اعجاز' کو سراہتے ہیں اور ان کے مطابق لطفِ گویائی میں غالب کی ہمسری ناممکن ہے(۷)۔ تضمین کے حوالے سے بھی اقبال نے فکرِ غالب سے استفادہ کیا اور ان کے اُردو و فارسی اشعار کو اپنے نقطۂ نظر کی تبلیغ و ترسیل کے لیے برمحل برتا۔ بانگِ درا کے قطعات میں غالب کے مصرعوں کو طنزیہ و ظریفانہ آہنگ کی بنت و تعمیر میں استعمال کیا گیا ہے، غالب کے دو معروف مصرعے، تضمین تابید کی صورت میں ڈھل کر اقبال کے پرتاثیر قلم کے اعجاز سے نئے اور تیکھے معنی دینے لگتے ہیں۔(۸)

بالِ جبریل میں اقبال نے فلسفہ و مذہب کی کشاکش کو واضح کرنے کے لیے شعرِ غالب سے جزوی تصرف کے ساتھ استفادہ کیا ہے۔ یہاں تضمینِ تضمینی شعر استعانہ کی شکل ترتیب دیتے ہوئے نمود کرتا ہے(۹) جبکہ فارسی کلام میں علامہ نے اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، پیامِ مشرق اور جاوید نامہ میں اپنے افکار و نظریات کی پیش کش میں شعرِ غالب پر تضمینیں کی ہیں۔ انھوں نے اسرارِ خودی کی تمہید میں تعلی کے پیرایے میں اپنے کلام کی تعریف کرتے ہوئے ساقیِ امت سے ایسے سامع کی تمنا کی ہے جو ان کے کلام کی روح کو سمجھ سکے اور اس حصے کی دل پذیری غالب کے ۵۱ اشعار پر مبنی قصیدے: ''در مدحِ مصطفیٰ خان'' کے مطلعے کا مصرعِ اول تصرف کے ساتھ تضمین کیا ہے(۱۰)۔ رموزِ بے خودی میں ''در معنیِ ایں کہ توسیعِ حیات ملّیہ از تسخیر قوائے نظامِ عالم است'' کے زیرِ عنوان انھوں نے غالب کی مثنوی تقریظ آئینِ اکبری کے ایک شعر کے مصرعِ ثانی کو مصرعِ اول ٹھہراتے ہوئے معمولی لفظی تغیر کے ساتھ تسخیرِ کائنات کے باب میں تضمین کیا ہے(۱۱)۔ جب کہ پیامِ مشرق کے حصے 'نقشِ فرنگ' کا آغاز وہ غالب کے تضمین شدہ شعر کے ذریعے اپنی نظم 'پیام' کے آخر میں کرتے ہیں جہاں دونوں کے توانا اور رجائی لہجوں کے اتصال سے عجیب و غریب لے تشکیل ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں اسی حصے کی نظم ''شعرا'' میں برونگ، بائرن، غالب اور رومی کی زبان سے ایک ایک شعر کہلوا کر زندگی میں کیف رنگ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔(۱۲) یہاں غالب کا نقطۂ نظر ان کے اپنے اس

معروف شعر سے بیان ہوا ہے جس کے تحت غالب کا کہنا ہے کہ میں آبگینے کو پگھلا کر ساغر میں ملا دیتا ہوں تا کہ شرابِ زیست تلخ تر ہو جائے اور سینے کو چھلنی کر ڈالے کہ میں جانتا ہوں کہ غم عشق ہی زندگی کو پُرکیف بنا سکتا ہے۔ جاوید نامہ میں 'فلک مشتری' کے بیان میں غالب کو نمائندۂ عشق ٹھہراتے ہوئے اس کی ستائش کی گئی ہے جس نے (حلاج اور طاہرہ کی طرح) جنت میں قیام کے بجائے گردشِ جاوداں اختیار کی۔ وہ 'نوائے غالب' کے تحت غالب کے انقلابی طرزِ زیست کی وضاحت کے لیے ان کی قوت و جبروت کی حامل غزل کے پہلے، چوتھے، پانچویں، بارھویں، تیرھویں اور چودھویں شعر کو برمحل تضمین کرتے ہیں (۱۳)۔ اسی طرح اس مجموعے میں وہ 'زندہ رود مشکلات خود را پیش ارواح بزرگ میگوید' کے زیرِ عنوان غالب کے ایک اُردو شعر کو جزوی ترمیم کے ساتھ تضمین کرتے ہیں، (۱۴) یوں اقبال نے تضمین کے متنوع زاویے پیش کر دیے ہیں (۱۵)۔

اقبال کے بعد شعرِ غالب کی تضمین کا ایک نامختتم سلسلہ شروع ہوتا نظر آتا ہے۔ کلامِ غالب کی ایسی تضمینوں کا اختصاصی پہلو یہ ہے کہ متنوع مکاتبِ فکر سے متعلق متنوع شعری و فکری نظریات کے حامل شعرا نے اشعارِ غالب کو اپنے نقطۂ نظر کا تابع بنایا اور اس پر تاثیر کلام کے ذریعے ابلاغ و ارسالِ مطالب کا فریضہ کمال بلاغت سے انجام دیا۔ اقبال کے عہد میں اور اس کے بعد بہت سے ایسے شعرا ہیں جو لفظی و ترکیبی اور اسلوبی اعتبار سے لحنِ غالب کی تاثیر اپنے کلام میں جذب کرتے ہیں اور اکثر اوقات ان کے معروف شعر پاروں سے تضمینی استفادہ کر گئے ہیں۔ طوالت سے گریز کرتے ہوئے محض اس رجحان کے نمائندہ شعرا ہی کی کاوشوں پر نظر دوڑائی جائے تو شبلی نعمانی، حسرت موہانی، حفیظ جالندھری، فانی بدایونی، تلوک چند محروم، اسرار الحق مجاز، جگر مراد آبادی، اختر شیرانی، مخدوم محی الدین، یاس یگانہ چنگیزی، صوفی تبسم، ماہر القادری، اختر لایمان، فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، حفیظ تائب اور ناصر کاظمی کے اسما خصوصیت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ مزید برآں طنز و مزاح سے وابستہ شعرا نے اپنے لطیف و ظریف موضوعات کی ترسیل کے لیے کمالِ مہارت کے ساتھ غالب کے اشعار و مصاریع کو نئے اور تازہ رنگ میں برتا۔ یاد رہے کہ متذکرہ

نمایاں شعرا سے ہٹ کر بھی ایسی مثالیں تواتر کے ساتھ ملتی نظر آتی ہیں جو اس امر کا استنباط کرتی ہیں کہ کلامِ غالب اپنی پہلوداری، معنی آفرینی اور اثر انگیزی کے باعث آج بھی معانی کی متعدد پرتیں اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ فیضانِ غالب ہے کہ غالب کے شعر پارے خواہ وہ اُردو میں ہوں یا زبانِ فارسی میں اپنی تمام تر معنوی دقتوں اور رمزیت و ایمائیت کے باوصف اپنے اندر ایسی آفاقی جہات رکھتے ہیں کہ ہر دور اور ہر دبستان کا شاعر فکر وشعرِ غالب سے اپنے خیال ونظر کا انسلاک کر کے اپنے معنوی ابعاد میں گہرائی و گیرائی پیدا کرنے کا خواہاں رہا ہے۔ خصوصاً جب یہ اتصالِ شعری ونظری تضمینی سطح پر ہو تو ظاہر ہے کہ وحدتِ خیال کے ساتھ ساتھ ندرتِ بیان کا ظاہر ہونا ایک فطری امر ہے۔

بیسویں صدی کے اُردو شعرا نے کلامِ غالب کی تضمین مختلف اصناف اور ہیئتوں کو برتتے ہوئے کی اور اس سلسلے میں کلاسکی روایت کی توسیع کرتے ہوئے ان کے ہاں محض غالب کے غزلیہ اشعار کو اپنی غزلوں میں گرہ لگاتے ہوئے یا بہ صورتِ مخمس ومسدس پیوندِ کلام کرنے کا رجحان ہی نہیں ملتا بل کہ دیگر انواعِ تضمین کی ذیل میں بھی اس حوالے سے متعدد تجربات ملتے ہیں۔ بالکل ابتدائی دور کے شعرا میں روایتی رنگ بھی ملتا ہے، مثلاً شبلی نعمانی اپنی ایک نظم ''عرضِ نیاز (بہ جناب مالک الملک)'' کے آغاز میں (۱۶) غالب کا ایک شعر چسپاں کر کے اسے پیش کردہ موضوع کی توضیح کے لیے برتتے ہیں، شعر یہ ہے:

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے
خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے(۱۷)

اسی طرح 'جنگِ یورپ اور ہندوستانی' کے زیرِ عنوان مرقوم نظم میں جو ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے موقعے پر کہی گئی، شبلی نے معروف طریقۂ تضمین کے تحت اپنے تمام تر خیالات کا نچوڑ غالب کے تضمینی شعر کی وساطت سے پیش کیا ہے۔(۱۸) یہاں شبلی کا انداز طنز وتعریض پر مبنی ہے اور اس سے متضمن شعر کے بالکل نئے معنی ابھرتے ہیں اور زیرِ تضمین شعر نظم کے آخر میں مہرِ تصدیق

ثبت کرتا نظر آتا ہے۔شبلی مکالماتی رنگ میں لکھتے ہیں:

اک جرمنی نے مجھ سے کہا از رہِ غرور　　آساں نہیں ہے فتح، تو دشوار بھی نہیں
برطانیہ کی فوج ہے دس لاکھ سے بھی کم　　اور اس پہ لطف یہ ہے کہ تیار بھی نہیں
باقی رہا فرانس تو وہ رند لم یزل　　آئین شناسِ شیوۂ پیکار بھی نہیں
میں نے کہا ''غلط ہے ترا دعوے غرور　　دیوانہ تو نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں
ہم لوگ اہلِ ہند ہیں جرمن سے دس گنے　　تجھ کو تمیزِ اندک و بسیار بھی نہیں''
سنتا رہا وہ غور سے میرا کلام اور　　پھر وہ کہا جو لائقِ اظہار بھی نہیں

''اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں''(۱۹)

حسرت موہانی نے اپنی غزلیہ شاعری میں غالب کے مصاریع کو بہ تصرف اپنایا اور وہ اس قبیل کا رنگ ترتیب دیتے ہیں:

مذہب عشق ہے پرستشِ حُسن
ہم نہیں جانتے ثواب و عذاب(۲۰)

ہو کے بے خود کلامِ حسرت سے
آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا(۲۱)

غالب کے اصل شعر یوں ہیں:

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زُہد
پر طبیعت اِدھر نہیں آتی(۲۲)

کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالب غزل سرا نہ ہُوا(۲۳)

حفیظ جالندھری نے اپنی نظم 'تصویرِ کشمیر' کے ایک مسدس بند میں غالب کے مصرعے میں

تصرف کرتے ہوئے روانی و بے ساختگی کے ساتھ بہ صورت تابید و ایداع تضمین کیا ہے۔ یہ بھی روایتی اندازِ تضمین ہی ہے لیکن یہاں غالب کا مصرع بالکل نئے تناظر میں اپنی نمود کرتا نظر آتا ہے اور خود شاعر کے پیش کردہ مطلب کی بھرپور توسیع ہوئی ہے:

حُسن کی افراط خوبی کی فراوانی یہاں
ہے نظر کو اعترافِ تنگ دامانی یہاں
بہرِ جان و جسم ہر نعمت کی ارزانی یہاں
بے کس و محتاج لیکن نوعِ انسانی یہاں
نقش فریادی ہے یہ تقدیر کی تحریر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا(۲۴)

غالب کا متضمن تصرف شدہ شعر کون نہیں جانتا:

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا(۲۵)

فانی بدایونی کے ہاں تضمینِ تابید کی صورت زیادہ ملتی ہے اور وہ اپنی غزلوں میں بڑی روانی کے ساتھ غالب کے کسی مصرعے یا مصرعے کے ٹکڑے کو اس طور پر پیوند کر گئے ہیں کہ اُن کا پیش کردہ موضوع زیادہ جاذبیت کے ساتھ نمود کرتا ہے، مثلاً:

ہل گیا زنداں بُرا ہو نالۂ شب گیر کا
چونک اٹھا گھبرا کے ہر حلقہ مری زنجیر کا(۲۶)

اصل شعر ملاحظہ ہو:

بسکہ ہُوں غالب اسیری میں بھی آتش زیرِ پا
مُوے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا(۲۷)

تلوک چند محروم وہ شاعر ہیں جنھوں نے تضمین نگاری کی طرف خاصی توجہ کی اور اپنے

مجموعۂ شعر گنجِ معانی میں ایک پورا حصہ اس حوالے سے رقم کیا۔ نیز اس حصے کے علاوہ وہ متعدد متفرق مقامات پر اپنے مطمحِ نظر کی ترسیل کے لیے اس فنی ضابطے کو اختیار کرتے ہیں۔ ان متفرق صورتوں میں ان کا سرور جہاں آبادی پر رثائی انداز میں لکھا گیا مسدس 'سرور جہاں آبادی' اور حادثۂ جلیانوالہ باغ سے متاثر ہوکر کہی گئی نظم 'شکوۂ صیاد' اہم ہے، جس میں وہ بڑی دردمندی کے ساتھ وطنیت سے بھرپور شعر تخلیق کرتے ہوئے غالب کا شعر بہ تصرف لائے ہیں۔ (۲۸) اسی طرح 'فصلِ بہار'' کے ایک مسدس بند میں غالب کے ایک شعر کو تصرف کے ساتھ تضمین کیا گیا ہے اور 'طوفانِ غم'، کے زیرعنوان حصے میں جوان کی اہلیہ کی وفات پر رقم کی گئی نظموں پر مبنی ہے، ایک نظم ''روزے کہ سیہ شد سحر وشام ندارد'' جہاں غالب کے ایک فارسی شعر کو ٹیپ کے شعر کے طور پر تضمین کیا ہے، اس حوالے سے نمایاں مثالیں ہیں۔ متذکرہ حوالے سے مثالاً شعری اقتباسات بالترتیب درج کیے جاتے ہیں:

شاہدِ نیچر کا حُسنِ جاں فزا دیکھے کوئی　　یا تری تحریر میں تیری ادا دیکھے کوئی
سازِ بزمِ راز کی سُن کر صدا دیکھے کوئی　　ہے یہ کس کا نغمۂ رنگیں، ذرا دیکھے کوئی
''نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذ ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا''(۲۹)

جل اٹھا پھول سے کہو؟ داغِ تپاں تھا کوئی؟　　خار کھٹکا تری نظروں میں پنہاں تھا کوئی
کج ہوا سرو سے کیوں؟ غیر چمناں تھا کوئی؟　　لپکا سائے پہ عبث، اُس میں نہاں تھا کوئی
خفقاں تھا یہ ترا جس نے ڈرایا تجھ کو
سایۂ شاخِ گل افعی نظر آیا تجھ کو(۳۰)

نہیں نرگس پہ خواب کی مستی　　بلکہ ہے یہ شباب کی مستی
واہ بُوئے گلاب کی مستی　　''ہے ہوا میں شراب کی مستی''

ذوقِ مستی کے اے تمنائی
''بادہ نوشی ہے باد پیمائی!''(۳۱)

عالم میں بدلتا رہے اوقات کا عالم رہتا ہے یہاں تو وہی ظلمات کا عالم
دیکھا نہیں اُمید کے لمعات کا عالم پیشِ نظر اپنے ہے وہی رات کا عالم

نومیدیِ ما گردشِ ایام ندارد
روزے کہ سیہ شد سحر و شام ندارد!(۳۲)

محروم نے غالب کے تضمین شدہ پہلے اُردو(۳۳) اور چوتھے(۳۴) فارسی شعر میں تبدیلی نہیں کی جب کہ باقی دو شعر اصلاً یوں ہیں:

باغ پا کر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے
سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے(۳۵)

ہے ہوا میں شراب کی تاثیر
بادہ نوشی ہے باد پیمائی(۳۶)

تلوک چند کے ہاں انھی متفرق صورتوں میں ایک توصیفی نظم ''مرزا غالب'' (جو اقبال کے رنگ میں مرقوم ہے) بھی ہے جس میں غالب کے تخیل کو انھی کے ایک تصرف شدہ شعر کی وساطت سے نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔(۳۷) اسی طرح گنجِ معانی میں تضمین نگاری سے دل چسپی کے پیشِ نظر محروم نے ۱۵ تضمینوں پر مبنی ایک حصۂ تضمینات بھی قائم کیا ہے جس میں برق، چکبست، اقبال، اکبر، ناصر علی، جگر، سعدی اور صائب کے ساتھ ساتھ مرزا غالب کی ایک معروف غزل کے تین شعر عمدگی سے تخمیس ہوئے ہیں، یعنی:

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو(۳۸)

بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو(۳۹)
پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیمار دار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو(۴۰)

یہاں ان تینوں شعروں پر بہم پہنچائے گئے مصارع مخمس بندوں کی صورت میں ملاحظہ کیجیے جو شرح وتفسیر کی غرض سے بڑی بے ساختگی سے تخلیق ہوئے ہیں:

مہرباں کوئی نہ ہو، نامہرباں کوئی نہ ہو　　راحت جاں، باعثِ آزارِ جاں کوئی نہ ہو
وہ زمیں اے کاش جس پر آسماں کوئی نہ ہو　　"رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو!"
دل سے ہر نقشِ تعلق کو مٹایا چاہیے　　ہاتھ دنیا کے جھمیلوں سے اٹھایا چاہیے
دُور آبادی سے ویرانے میں جایا چاہیے　　"بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو!"
منّتِ اہلِ کرم سے ہو نہ غیرت شرمسار!　　شکوۂ اہلِ ستم آئے نہ لب پر زینہار
اک سکوتِ دائمی ہر درد کا ہو چارہ کار　　"پڑیئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو!"(۴۱)

اسی طرح "تضمینِ شعر غالب" کے زیرعنوان ایک مخمس بند میں جوش ملیح آبادی کی بادہ نوشی اور سرمستی کو موضوع بناتے ہوئے ان پر اس حوالے سے کیے گئے اعتراض کی نفی غالب کے ایک شعر سے ہوئی ہے۔ یوں یہ تضمین اپنے نقطۂ نظر پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے انداز میں کی گئی ہے۔(۴۲) اسرارالحق مجاز نے اگرچہ اپنی رومانوی شاعری میں صنعتِ تضمین خال خال برتی لیکن جہاں کہیں وہ غالب کے اشعار سے استفادہ کرتے ہیں، وہاں زیادہ تر دلالت کا رنگ در آیا ہے۔ اس حوالے سے ان کی نظم "لکھنؤ" قابلِ تذکرہ ہے جہاں وہ غالب کے ایک معروف مصرعے کو

تصرفاً تضمین کرتے ہیں، مثلاً:

''اک نوبہار کو تاکے ہے پھر نگاہ''
وہ نوبہارِ ناز کہ ہے جانِ لکھنؤ(۴۳)

غالب کا مکمل شعر دیکھیے:

اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ
چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے(۴۴)

جگر مرادآبادی کی تضمینِ تابید کی طرف توجہ کا اندازہ ان کی غزلوں کے ذیل کے تصرف شدہ اشعار سے کیا جا سکتا ہے:

تا چند کریں ضبط مرے آبلۂ پا
سُوکھی ہوئی کانٹوں کی زباں دیکھ رہے ہیں(۴۵)

اک جُدائی کے سبب ہنگامہ برپا ہو گیا
مل گیا دریا سے جب قطرہ تو دریا ہو گیا(۴۶)

اصل اشعار یہ ہیں:

کانٹوں کی زباں سُوکھ گئی پیاس سے یارب
اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے(۴۷)

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے(۴۸)

علاوہ ازیں جگر نے اپنے آخری ایام میں سیاسی و غیر سیاسی منظومات کے تحت ''نذرِ غالب'' کے زیرِ عنوان غالب کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا:

الحق کہ تری وسعتِ تخیل کے آگے
صحرا کفِ خاکستر و گلشن قفس رنگ(۴۹)

یہاں غالب کے ذیل کے شعر کے مصرع اول کو جزوی تصرف کے ساتھ پیش کردہ موضوع کی وضاحت وصراحت کے لیے برمحل برتا گیا ہے:

قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ
اے ناله! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟(۵۰)

دل چسپ امر یہ ہے کہ اختر شیرانی نے بھی اپنے مجموعے صبح بہار میں شامل ایک نظم ''تنہائی کی وادی میں''(غالب کی پروازِ خیال کے ساتھ) میں قدرے تصرف کے ساتھ غالب کے انھی تین شعروں کو تضمین کے لیے چُنا ہے جن کا انتخاب تلوک چند محروم نے ''تضمینِ اشعارِ غالب'' کے تحت کی جانے والی تخمیس میں کیا۔ وہ اس نظم کے بالکل آغاز میں غالب کی متذکرہ غزل کے پہلے دو شعر من وعن تضمین کرنے کے بعد سات شعر اسی خیال کے تعاقب میں رقم کر دیتے ہیں جو نہ صرف شرح وتفسیر کی غرض سے تحریر کیے گئے ہیں بل کہ ان سے 'تضمین خیال' کی صورت بھی ترتیب پائی ہے۔بعد ازاں آخر میں تیسرے شعر کی تضمین یوں کی گئی ہے:

''پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو''
اختر! اس تنہائی کی وادی میں اپنے واسطے
جب بنے تربت تو تربت کا نشاں کوئی نہ ہو(۵۱)

یاد رہے کہ ان کے ایک مجموعے لالۂ طور میں نظم 'فریبِ ہستی' کا سرنامہ (۵۲) غالب سے متضمن ہے جب کہ طیور آوارہ میں 'عمر بھر کی تلخ بیداری کا ساماں ہوگئیں'' کے زیرعنوان مرقوم نظم نہ صرف ان کی ایک مشہور غزل: سب کہاں، کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں+خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں (۵۳) سے اثر پذیر ہے بل کہ ایک شعر میں تضمین بہ صورتِ تابید کا رنگ ملتا ہے جو زیادہ تر موضوع کی توضیح سے عبارت ہے:

عمر بھر کم بخت کو پھر نیند آ سکتی نہیں
جس کی آنکھوں پر تری زلفیں پریشاں ہو گئیں(۵۴)

مخدوم محی الدین نے اپنے کلام میں رثائی آہنگ میں نظم ''غالب'' لکھی (جو۲۲رفروری ۱۹۶۹ء کولال قلعے کے ایک مشاعرے میں پڑھی گئی) اور اس کے ایک شعر میں تضمینی اثر پذیری کا احساس واضح طور پر ہوتا ہے۔ اسی طرح یاس یگانہ چنگیزی نے اپنی تمام تر 'غالب شکنی' کے باوصف نہ صرف غالب کی ردیفوں میں طبع آزمائی کی بل کہ بعض مقامات پر ان کے مصرعے من وعن تضمین بھی کیے ہیں۔ اولاً مخدوم کا انداز ملاحظہ کیجیے:

آج ہر مے کدے میں ہے کہرام ہر گلی ہے تری گلی کی طرح
وہ زباں جس کا نام ہے اُردو اُٹھ نہ جائے کہیں خوشی کی طرح
ہم زباں کچھ اِدھر اُدھر سایے نظر آئیں گے آدمی کی طرح
تم تھے اپنی شکست کی آواز آج سب چپ ہیں منصفی کی طرح(۵۵)

غالب کا شعر یہ ہے:

نہ گلِ نغمہ ہوں، نہ پردۂ ساز
میں ہوں اپنی شکست کی آواز(۵۶)

دوسری طرف یگانہ کے ہاں غالب کے مصاریع کی تضمین دیکھیے:

سایۂ دیوار سے لپٹے پڑے ہو خاک پر
اٹھ چلو ورنہ وہ کافر بدگماں ہو جائے گا(۵۷)

''بک گیا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی''(۵۸)

''کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے''
پردے پردے میں یہ سنورنا کیا(۵۹)

غالب کے مکمل شعر دیکھیے:

لے تو لُوں سوتے میں اُس کے پاؤں کا بوسہ مگر
ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا(۶۰)

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی (۶۱)

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے (۶۲)

صوفی تبسم وہ شاعر ہیں جو اپنے اردو اور فارسی کلام میں شعرِ غالب سے خاصے مستفیض ہوئے۔ ان کے ہاں تضمین کرتے ہوئے کلام کی فطری روانی و بے ساختگی برقرار رہتی ہے اور بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں انھوں نے نہ صرف غالب کے معروف اشعار سے اپنے معنی کی وسعت میں اضافہ کیا ہے بل کہ اکثر اوقات ان کے حصہ ابیات کو بھی نئی معنویت سے ہم کنار کر دیا ہے، جیسے:

جبیں کو میسر کہاں سجدہ ریزی
ابھی تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں (۶۳)

اس جزوی استفادے کے ساتھ ساتھ تضمینِ تابید کے تحت مکمل مصرعے کی تضمین میں صوفی تبسم نے خاصے نئے رنگ نکالے ہیں۔ اسی طرح 'تضمینِ مترجم' کی ذیل میں وہ بڑی مہارت سے غالب کے فارسی کلام کو اُردو کے قالب میں ڈھال دیتے ہیں جیسے غالب کی دو فارسی غزلیات کے مطلعے دیکھیے:

دُودِ سودائے تتق بست آسمان نامیدمش
دیدہ بر خواب پریشان زد، جہان نامیدمش (۶۴)

بہ دل ز عربدہ جائے کہ داشتی داری
شمارِ عہدِ وفائے کہ داشتی داری (۶۵)

صوفی تبسم نے غالب ہی کے رنگ میں شرح و تفسیر کے مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے ان دونوں غزلوں کو اُردو کے قالب میں بڑی خوبی سے ڈھال دیا ہے، مثلاً انھی مطلعوں پر تضمین

مترجم کی دل پذیر صورت کی تشکیل کچھ اس طرح ہوتی ہے:

دُودِ افسونِ نظر تھا آسماں کہنا پڑا
اک پریشاں خواب دیکھا اور جہاں کہنا پڑا(٦٦)
ہے آج بھی ترا شوقِ جفا وہی کہ جو تھا
ستم سے ہے ترا عہدِ وفا وہی کہ جو تھا(٦٧)

یاد رہے کہ صوفی تبسم نے غالب کی ان دونوں غزلوں کو بہ صورت ترجمہ تضمین کرتے ہوئے زیرِ تضمین غزلیہ اشعار کی ترتیب کو برقرار نہیں رکھا بل کہ ایک نئی ترتیب قائم کی ہے۔ نیز پہلی غزل کے پندرہ میں سے دس شعر منتخب کیے ہیں جب کہ دوسری کے جو کہ دس اشعار پر مبنی تھی چھے ابیات بڑی عمدگی سے ترجمہ ہوئے ہیں۔(٦٨)

ماہر القادری نے ''جدید ہندوستان'' کے زیرِ عنوان نظم لکھتے ہوئے غالب کی معروف فارسی غزل: بیا کہ قاعدۂ آسمان بگردانیم+ قضا بہ گردشِ رطلِ گران بگردانیم(٦٩) پر تضمین کی ہے(٧٠)جب کہ اختر الایمان کے ہاں کلام غالب سے تضمینی اثر پذیری قدرے زیادہ ملتی ہے۔ وہ غالب کے غزلیہ ابیات کو اپنی منظومات میں برمحل لانے اور ان کی وساطت سے معنی آفرینی کرنے پر قادر معلوم ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کے مجموعے زمین زمین میں 'ڈھلان' کے زیرِ عنوان نظم میں غالب کے ایک مصرعے پر بہ تصرف تضمین ملتی ہے۔ یادنگاری پر مبنی یہ نظم غالب کے معروف شعر: رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے+ نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں(٧١) کا ایک نیا مفہوم سامنے لاتی ہے جو غالب کی طرح وقت کی گزران کو تو ظاہر کرتا ہی ہے لیکن اب اس میں ناسٹیلجیائی پہلو بھی در آیا ہے(٧٢) یہی انداز ان کے مجموعے زمستان سرد مہری کا (پس مرگ) میں ہے جہاں وہ 'رام راج بجنور' میں شہرِ بجنور کا نقشہ وقت کی رفتار کے تناظر میں جماتے ہوئے، غالب کے ایک شعر: موت کا ایک دن معیّن ہے+ نیند کیوں رات بھر نہیں آتی(٧٣) کے مصرعِ اول کو موضوع کی مناسبت سے اس طرح تضمین کرتے ہیں:

شہرِ بجنور کے گلی کوچے
دم بخود ہیں خدایا کیا ہے راز؟
گولیوں گالیوں سے پُر ہے فضا
محتسب بن گیا ہے سانحہ ساز
رازداری ہے ایک ہر جانب
گرم جھونکا ہوا کا ہے غماز
طاقتیں سلب ہو گئیں ساری
اور قانون کا پر پرواز
کٹ کے دو لخت ہو گیا جیسے
کس سے پوچھیں کہ کیا ہے اس کا جواز
''موت کا ایک دن معین ہے''
رام لیلا ہو تیری عمر دراز(۷۴)

دیگر نمایاں شعرا میں فیض احمد فیض نے ایک مقبول صورت تو وہی اختیار کی ہے جس کے تحت تضمین نگار اپنے کسی پسندیدہ شاعر کے شعر کو مختلف اپنے طویل منظوماتی حصے کے آغاز میں بہ طور نقطۂ آغاز رقم کرتا ہے، مثلاً: تالیفِ نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں+مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا۔(۷۵) جب کہ دوسری صورت تضمین کی دونوں معروف قسموں یعنی مصرعے اور شعر کی تضمین (تابید واستعانہ) سے عبارت ہے۔ اولاً تضمین مصرع کی ذیل میں غیارِ ایام کی غزل سے ایک شعر دیکھیے:

سجاؤ بزم، غزل گاؤ، جام تازہ کرو
''بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے''(۷۶)

ثانیاً مکمل شعر کی صورت میں فیض کا اندازِ تضمین دستِ تہِ سنگ کی نظم ''دو مرثیے''

کے دوسرے حصے: 'ختم ہوئی بارش سنگ' سے بہ خوبی مترشح ہے، لکھتے ہیں:

کوئے جاناں میں کھلا میرے لہو کا پرچم
دیکھیے دیتے ہیں کس کس کو صدا میرے بعد
''کون ہوتا ہے حریفِ مئے مرد افگنِ عشق
ہے مکرر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد''(۷۷)

غالب کے دوسرے شعر میں فیض نے کوئی تبدیلی نہیں کی(۷۸) جب کہ پہلا زیرِ تضمین مصرعے ذیل کے شعر سے اخذ شدہ ہے:

بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے؟
غلامِ ساقیِ کوثر ہوں مجھ کو غم کیا ہے!(۷۹)

احمد ندیم قاسمی نے بھی متذکرہ مقبول صورتِ تضمین سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے مجموعے دشتِ وفا کا حرف اول غالب کے ایک فارسی شعر: مژدۂ صبح درین تیرہ شبانم دادند+شمع کشتند و ز خورشید نشانم دادند سے مستعار لیا۔(۸۰) علاوہ ازیں وہ اسی مجموعے کی ایک غزل میں ''نذرِ غالب'' کے زیرِ عنوان 'تضمین خیال' کی صورت ترتیب دیتے ہوئے غالب کے متفرق اشعار کے خیالات کو انھیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے منظوم کرتے ہیں:

جفائے دوست کی مجھ سے شکایت ہو تو کیونکر ہو
وہ دیوانہ ہوں جس کو پیار آ جاتا ہے دشمن پر
شمیمِ گُل تو رنگِ گُل کے بس میں بھی نہیں رہتی
خزاں کیوں ہاتھ پھیلاتی رہی دیوارِ گلشن پر
قفس کی تیرگی کچھ کم نہ تھی ہول آفرینی کو
کرن کے روپ میں تلوار، رکھ دی کس نے روزن پر
خدا کے سامنے کس منہ سے جائیں گے، خدا جانے
محبت کا کوئی دھبّا نہیں ہے جن کے دامن پر

عناصر سے نمٹ کر، کیا بتاؤں، کس سے نمٹے گا
ندیم اب آدمی کے ہاتھ ہیں خود اپنی گردن پر(۸۱)

ناصر کاظمی کی شعرِ غالب سے تضمینی اثر پذیری زیادہ تر مصرعوں کے ٹکڑوں کی تضمین کی صورت میں نمود کرتی ہے، مثلاً دیکھیے **برگ نے** اور **نشاط خواب** میں غالب کے اشعار: پھر وضعِ احتیاط سے رکنے لگا ہے دم+ برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے (۸۲)، صبحدم دروازۂ خاور کھلا+ مہرِ عالمتاب کا منظر کھلا (۸۳) اور: ہے مجھے ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا+ روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہو جانا (۸۴)، اس حوالے سے کس طرح جھلک دکھاتے ہیں:

دم گھٹنے لگا ہے وضعِ غم سے
پھر زور سے قہقہہ لگاؤ(۸۵)

کھلا جنت صبح کا در کھلا
بہ آواز اللہ اکبر کھلا
مہکنے لگیں دھان کی کھیتیاں
کہ ابرِ بہاری برس کر کھلا(۸۶)

تاہم خالص تضمین کی ذیل میں **نشاطِ خواب** ہی میں شامل ناصر کی اس نعتیہ تخمیس کا حوالہ اہم ہے جو انھوں نے غالب کی غزل: نویدِ امن ہے بیدادِ دوست جاں کے لیے+ رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے، کے چار شعروں پر کی ہے، (۸۷) اور جہاں غالب کے اشعار نعتیہ تناظر میں نئے معانی کا حصول کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں توسیعِ معنی کے لیے برتی گئی اس تخمیس سے ایک بند دیکھیے جو ناصر کے اُسلوبِ خاص کی ترجمانی کرنے کے ساتھ شرح و تفسیر کی غرض سے وسیلۂ تضمین اختیار کرنے کی مثال بھی ہے:

خطِ جبیں ترا اُمّ الکتاب کی تفسیر
کہاں سے لاؤں ترا مثل اور تیری نظیر
دکھاؤں پیکرِ الفاظ میں تری تصویر

''مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر
کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے''(۸۸)

نعتیہ آہنگ میں تضمین کی مثالیں حفیظ تائب کے ہاں بھی ملتی ہیں جنھوں نے اس حوالے سے بہت سے شعرا کے کلام کو متضمن کرتے ہوئے متنوع اندازِ تضمین اختیار کیے تاہم غالب کے حوالے سے ان کے ہاں زیادہ تر وہ مقبول رجحان ملتا ہے جس کے تحت وہ غالب کے ایک نعتیہ شعر منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی +قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی (۸۹) کو اپنے حصۂ نعت کی نمائندگی کے لیے سرنامے کے طور پر اپناتے ہیں۔(۹۰)

کلامِ غالب کی تضمین کے باب میں طنزیہ و مزاحیہ شعرا کے تذکرے کے بغیر موضوع ادھورا محسوس ہوتا ہے کہ اردو شاعری میں اس حوالے سے نو بہ نو مضامین تشکیل دیے گئے ہیں۔ اقلیم ظرافت میں خصوصیت کے ساتھ سیّد ضمیر جعفری، اسد جعفری، دلاور فگار اور انور مسعود کے ظریفانہ نظم پارے اہم ہیں اور ان شعرا نے اکثر و بیش تر تضمین کرتے ہوئے تحریف و تصرف کے عناصر کی آمیزش سے اپنے کلام میں خاصی دل کشی پیدا کر دی ہے۔ سیّد ضمیر جعفری نے دیوانِ غالب کے مطلع اولیں میں کشش محسوس کرتے ہوئے اسے متنوع انداز میں برتا ہے، مثلاً اگر ایک طرف مسدس بدحالی کے آخر میں شامل ایک قطعے ''کاغذی پیرہن'' میں جزوی تصرف کر کے عصری سیاسی منظرنامے کی پیش کش کو طنزیہ آہنگ میں موزوں کیا گیا ہے(۹۱) تو دوسری جانب ضمیریات میں ''بنگلے کا ڈھانچہ'' کے زیرِ عنوان نظم میں بہ قول خود 'وحشیانہ تصرف' کرتے ہوئے بنگلے کا نقشہ دل چسپ پیرایے میں بیان کیا ہے اور یہاں ظریفانہ لے عروج کو چھو گئی ہے۔(۹۲) تضمینِ غالب کی ذیل میں اسد جعفری کے مجموعے ہنستے ہنستے نکل پڑے آنسو میں شامل قطعات بھی اہمیت کے حامل ہیں جن میں لطافت و ظرافت کی تضمینی پیش کش بڑے پُرمعنی اسلوب میں ہوئی ہے۔ اس حوالے سے انھوں نے 'وفاداری'، 'ضد'، 'فاقہ مستی'، 'زیبِ داستاں'، 'طبیعت'، 'اندیشہ'، 'کارگہِ حیات'، 'میرے آگے'، 'ولی'، 'تماشا' اور 'نوحہ گر' نامی قطعوں میں تحریف

وتصرف کے برمحل استعمال نے ظریفانہ گل کاریاں کی ہیں۔ (۹۳) دلاور فگار نے اپنی منظومات 'گھر ہونے تک'، 'ضرورتِ رشتہ'، 'پیش گوئیاں'، 'پیمانِ وفا'، 'صبح دم دروازۂ خاور کھلا'، 'تماشا مرے آگے'، 'کرکٹ کے فرزند' اور 'سیلابِ ادب' میں غالب کے اشعار و مصاریع کو طنز و ظرافت کے مختلف کو بر تتے ہوئے تضمین کیا۔ ان کے ہاں ظرافت کی چاشنی متاثر کن ہے، خصوصاً 'صبح دم دروازۂ خاور کھلا' قابل ذکر ہے، جس میں وہ میٹرک کے امتحان میں غالب کے اس قصیدے کے تین اشعار (۹۴) پر مبنی ایک سوال نامہ شعری صورت میں ترتیب دیتے ہیں جن کے جوابات نظم میں مزاحیہ شرح کے طور پر بچوں کی جانب سے دیئے گئے ہیں۔(۹۵)

اسی طرح ان کے ہاں ممتاز محقق مشفق خواجہ کے ذخیرۂ کتب پر 'سیلابِ ادب' کے عنوان سے لکھتے ہوئے غالب کے دو مصرعوں سے تضمینی استفادہ ملتا ہے۔ ایک بند دیکھیے:

گھر میں خواجہ کے وہ سب کچھ ہے، جو ہو سکتا ہے
اور سامان کی اس گھر میں ضرورت کیا ہے
ہے اسی گھر میں جو ان زندہ کتب کا ''سوتا''
''در و دیوار سے ٹپکے ہے ''محقق'' ہونا''
شوقِ تحقیق میں گزرے ہیں جو ان کے شب و روز
کون کہہ سکتا ہے خواجہ کو ذخیرہ اندوز
آج خواجہ ہی اس گھر میں روایت کے امیں
اگلی نسلیں بھی کبھی ہوں گی اسی گھر میں مکیں
کیا ضروری ہے کہ خواجہ ہی ہوں سب ان کے بعد
''کس کے گھر جائے گا سیلابِ ادب ان کے بعد؟''(۹۶)

غالب کے شعر مکمل صورت میں یہ ہیں:

گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی
در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا(۹۷)

آئے ہے بیکسیِ عشق پہ رونا غالب
کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد(۹۸)

اسی طرح انور مسعود کے کلام میں بھی تضمینِ غالب کی ذیل میں طبع آزمائی ملتی ہے، خصوصاً ما حولیاتی آلودگی اور تحفظ کے حوالے سے ان کے مجموعے **میلی میلی دھوپ** میں 'شام تک'، 'خبردار'، 'کچھ کہاں سب'، 'روبرو' اور 'گلہ کار' کے زیرِ عنوان طنزیہ و مزاحیہ پیرایے میں غالب کے کلام سے استفادہ کیا گیا ہے۔(۹۹) علاوہ ازیں ظریفانہ تضمینوں کے باب میں شاہد الوری کے مزاحیہ تضمینی کلام پر مبنی مجموعۂ کلام **چراغ سے چراغ** میں مرزا غالب کے بعض مشہور مصرعوں پر قطعے کی ہیئت میں دل پذیر شعر پارے رقم ہوئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کلامِ غالب سے تضمینی اثر پذیری اُردو کے ہر بڑے اور نمایاں شاعر کے ہاں دیکھی جا سکتی ہے۔ غالب کے اشعار و مصاریع کو تضمین کرتے ہوئے شعرائے نو نے جس طرح تمام تر تضمینی انواع و اقسام کو مہارت کے ساتھ برتا، اس سے شعرِ غالب کے فنی و معنوی مقام و مرتبے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ان تضمینوں سے جدید شعرا کی فنِ تضمین سے دل چسپی، مہارت اور قادر الکلامی بھی ابھر کر سامنے آ جاتی ہے جو ظاہر ہے کہ تضمین جیسے باضابطہ فن اور غالب جیسے ماہر فن کار سے فیضان اندوزی کی عمدہ مثال ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے اور حواشی

(۱) مرزا عزیز بیگ سہارن پوری: **روحِ کلام غالب**، بدایون: نظامی پریس ۱۹۳۵ء

(۲) دیکھیے مضمون: کلام غالب کی تضمین، مشمولہ نگارخانۂ رقصاں، دہلی: تاج کمپنی ترکمان گیٹ، طبعِ اول ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۱

(۳) روحِ کلام غالب، ص ۴

(۴) غالب: غزلیاتِ فارسی (مرتبہ) سید وزیر الحسن عابدی، لاہور: پنجاب یونیورسٹی ۱۹۶۹ء، ص ۲۸

(۵) حالی: کلیاتِ نظمِ حالی (مرتبہ) افتخار احمد صدیقی، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اول ۱۹۷۰ء، ج ۲، ص ۳۷۳

(۶) دیکھیے :شذراتِ فکر اقبال (مترجمہ) ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع دوم ۱۹۸۳ء، ص۱۰۲

(۷) بانگِ درا مشمولہ کلیاتِ اقبال (اردو) لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۷۲ء، ص۲۶

(۸) بانگِ درا مشمولہ کلیاتِ اقبال (اردو) ص۲۸۵، ۲۸۸

(۹) بالِ جبریل مشمولہ کلیاتِ اقبال (اردو)، ص۱۴۸

(۱۰) اسرار خودی مشمولہ کلیاتِ اقبال (فارسی)، ص۶

(۱۱) رموز بے خودی، مشمولہ کلیاتِ اقبال (فارسی)، ص۱۴۴

(۱۲) پیامِ مشرق، مشمولہ کلیات اقبال (فارسی)، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، طبع ششم ۱۹۹۰ء، ص۲۱۲

(۱۳) جاوید نامہ، مشمولہ کلیاتِ اقبال (فارسی) ص۱۱۷، ۱۱۸

(۱۴) جاوید نامہ، مشمولہ کلیاتِ اقبال (فارسی) ص۱۴۴

(۱۵) اقبال کے ہاں متذکرہ تضمینی صورتوں کے مطالعے کے لیے دیکھیے راقمہ کی کتاب :تضمیناتِ اقبال، لاہور: فکشن ہاؤس ۲۰۰۲ء

(۱۶) کلیاتِ شبلی (اردو) بہ اہتمام مولوی مسعود علی ندوی، اعظم گڑھ: معارف پریس، طبع چہارم ۱۹۵۴ء، ص۹۰

(۱۷) دیوانِ غالب، (مرتبہ) حامد علی خاں، ص۱۱۵

(۱۸) ایضاً، ص۹۱۔ شبلی نے غالب کے شعر میں تبدیلی نہیں کی۔

(۱۹) کلیاتِ شبلی (اردو)، ص۱۰۳

(۲۰) کلیاتِ حسرت موہانی، لاہور: کتاب منزل، طبع دوم ۱۹۵۹ء، ص۱۲

(۲۱) ایضاً، ص۵۷، (۲۲) دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خاں، ص۱۳۰ ، (۲۳) ایضاً، ص۲۴

(۲۴) کلیاتِ حفیظ جالندھری (مرتبہ) خواجہ محمد زکریا، لاہور: الحمد پبلی کیشنز ۲۰۰۵ء، ص۵۹۷

(۲۵) دیوانِ غالب، (مرتبہ) حامد علی خاں، ص۱

(۲۶) فانی بدایونی: کلیاتِ فانی، لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، طبع اول ۱۹۶۵ء، ص۳۶

(۲۷) دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خاں، ص۱

(۲۸) محروم کو اس شعر کے انتساب کی نشان دہی کرتے ہوئے سہو ہوا ہے کہ انھوں نے حاشیے میں غالب کے بجاے اسے ذوق سے منسوب کیا۔ دیکھیے: گنجِ معانی، دہلی: دہلی کتاب گھر طبع دوم ۱۹۵۷ء، ص۹۷

(۲۹) ایضاً، ص۴۷، (۳۰) //، ص۷۸، ۷۹، (۳۱) //، ص۱۷۴، (۳۲) //، ص۳۲۰

(۳۳) دیکھیے: دیوانِ غالب، (مرتبہ) حامد علی خاں، ص۱

(۳۴) غالب: غزلیاتِ فارسی، ص۲۱۶

(۳۵) دیوانِ غالب، (مرتبہ) حامد علی خاں، ص۱۷۷

(۳۶) ایضاً، ص۱۴۹، (۳۷) دیکھیے: گنجِ معانی، ص۲۷۸، ۲۷۹۔

(۳۸) ایضاً، ص۱۰۵، (۳۹) ایضاً، (۴۰) ایضاً، (۴۱) گنجِ معانی، ص۳۶۹

(۴۲) گنجِ معانی، ص۳۸۰۔ محروم نے غالب کے شعر میں تبدیلی نہیں کی۔

(۴۳) اسرار الحق مجاز: کلیاتِ مجاز، لاہور: مکتبۂ اردو ادب، س ن، ص۱۶۲

(۴۴) دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خاں، ص۱۸۷

(۴۵) کلیاتِ جگر مراد آبادی (مرتبہ) رانا خضر سلطان، لاہور: بک ٹاک، ۲۰۰۶ء، ص۱۷۹

(۴۶) ایضاً، ص۴۸۳، (۴۷) دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خاں، ص۱۴۱

(۴۸) ایضاً، ص۱۴۲

(۴۹) کلیاتِ جگر مراد آبادی (مرتبہ) رانا خضر سلطان، ص۳۶۱، ۳۶۲

(۵۰) دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خاں، ص۱۸۴

(۵۱) اختر شیرانی: کلیاتِ اختر شیرانی (مرتبہ) ڈاکٹر یونس حسنی، لاہور: بک ٹک ۲۰۰۴ء، ص۴۷۔

(۵۲) ملاحظہ کیجیے: سرمایہ لالۂ طور مشمولہ کلیاتِ اختر شیرانی (مرتبہ) ڈاکٹر یونس حسنی ـــــ غالب کا تضمین شدہ شعر ہے:

ہاں کھائیو مت فریبِ ہستی + ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے ـــــ دیکھیے: دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خاں، ص۱۶۰

(۵۳) دیوانِ غالب، ص۹۰

(۵۴)طیورِ آوارہ مشمولہ کلیاتِ اخترشیرانی(مرتبہ)ڈاکٹر یونس حسنی،ص۶۷

(۵۵) مخدوم محی الدین:مخدوم اور کلامِ مخدوم، کراچی: مکتبہ دانیال،طبع دوم ۱۹۸۹ء،ص۲۸۴

(۵۶)دیوانِ غالب (مرتبہ) حامدعلی خاں،ص۵۷

(۵۷)نشترِیاس مشمولہ کلیاتِ یگانہ(مرتبہ)مشفق خواجہ،کراچی:اکادمی بازیافت۲۰۰۳ء،ص۱۳۱

(۵۸)آیاتِ وجدانی مشمولہ کلیاتِ یگانہ(مرتبہ)مشفق خواجہ،ص۲۶۹

(۵۹)گنجینہ مشمولہ کلیاتِ یگانہ(مرتبہ)مشفق خواجہ،ص۵۴۴

(۶۰)دیوانِ غالب(مرتبہ)حامدعلی خاں،ص۲۳ (۶۱) ایضاً،ص۱۷۵، (۶۲) //،ص۱۳۳

(۶۳)کلیاتِ صوفی تبسم،لاہور:ماورا پبلشرز،طبع اول۱۹۹۰ء،ص۱۵۲

(۶۴)غالب:غزلیاتِ فارسی،ص۲۹۰ ، (۶۵)ایضاً،ص۴۳۵

(۶۶)کلیاتِ صوفی تبسم،ص۳۹۵ ، (۶۷)ایضاً،ص۳۹۷

(۶۸)//،ص۲۳۰، (۶۹) غالب:غزلیاتِ فارسی،ص۳۵۸

(۷۰)کلیاتِ ماہر، لاہور:القمر انٹرپرائزز،طبع اول۱۹۹۴ء،ص۲۰۱

(۷۱)دیوانِ غالب،ص۸۰

(۷۲)کلیاتِ اخترالایمان،کراچی:آج کی کتابیں۲۰۰۰ء،ص۴۵۸،۴۵۹

(۷۳)دیوانِ غالب،ص۱۳۰، (۷۴) کلیاتِ اخترالایمان،ص۴۹۷

(۷۵)نسخہ ہائے وفا(کلیات)،لاہور:مکتبہ کارواں،س ن۔غالب کا اس شعر کے لیے دیکھیے:
دیوانِ غالب(مرتبہ)حامدعلی خان،ص۶

(۷۶)غبارِ ایام مشمولہ نسخہ ہائے وفا،ص۳۲

(۷۷)دستِ تہِ سنگ مشمولہ نسخہ ہائے وفا،ص۵۶

(۷۸) یہ شعر دونوں طرح ملتا ہے نسخہ حمیدیہ میں 'میں' کے بجائے 'پہ' درج ہے چناں چہ حامدعلی خاں کا کہنا ہے: اگر غالب نے 'میں' ہی کہا تھا تو اس کی مراد یہ ہوگی کہ غلبۂ غم کے باعث صلالبوں پر نہ آ سکی لبوں میں رہ گئی۔'' ر۔ک' دیوانِ غالب،نسخۂ مذکورہ،ص۴۶

(۷۹)دیوانِ غالب(مرتبہ)حامدعلی خاں،ص۱۷۶۔

(۸۰) غالب: غزلیاتِ فارسی، ص ۱۶۷۔

(۸۱) دشتِ وفا، احمد ندیم قاسمی، لاہور: اساطیر ۲۰۰۰ء، ص ۲۰۶، ۲۰۷، اس شعری اقتباس کے پس منظر میں غالب کے متفرق اشعار کے خیالات کے انجذاب سے 'تضمینِ خیال' کی صورت ترتیب پائی ہے۔

(۸۲) دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خاں، ص ۱۸۷

(۸۳) دیکھیے: 'مدحِ شاہ' مشمولہ دیوانِ غالب (مرتبہ)، حامد علی خاں، ص ۱۹۸

(۸۴) دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خان، ص ۳۹

(۸۵) برگ نے مشمولہ کلیاتِ ناصر، لاہور: جہانگیر بک ڈپو ۱۹۹۶ء، ص ۱۲۵

(۸۶) نشاطِ خواب مشمولہ کلیاتِ ناصر، ص ۲۶

(۸۷) دیوانِ غالب، (مرتبہ) حامد علی خاں ص ۱۸۸ــــ ملاحظہ کیجیے اس غزل کا چھٹا، آٹھواں، دسواں اور تیرھواں شعر۔

(۸۸) نشاطِ خواب مشمولہ کلیاتِ ناصر، ص ۳۷

(۸۹) دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خاں، ص ۱۸۵

(۹۰) کلیاتِ حفیظ تائب (حمد و نعت)، لاہور: القمر انٹرپرائزز، طبع اول ۲۰۰۵ء

(۹۱) مسدسِ بدحالی، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء، ص ۱۶۳

(۹۲) ضمیریات، جہلم: بک کارنر، س ن، ص ۵۷

(۹۳) ہنستے ہنستے نکل پڑے آنسو، لاہور: خزینۂ علم و ادب ۲۰۰۸ء، ص ۴۶، ۵۶، ۶۱

(۹۴) دیکھیے: 'مدحِ شاہ' مشمولہ دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خاں، ص ۱۹۸

(۹۵) کلیاتِ دلاور فگار، کراچی: فرید پبلشرز، س ن، ص ۳۱۵، ۳۱۶

(۹۶) ایضاً، ص ۴۹۹ اور ۵۰۱

(۹۷) دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خاں، ص ۱۶

(۹۸) ایضاً، ص ۴۶

(۹۹) میلی میلی دھوپ، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز ۲۰۰۴ء، ص ۳۷، ۵۲، ۷۹، ۸۷، ۸۸

کلامِ غالب کے تضمینی اثرات

ڈاکٹر بصیرہ عنبرین☆

Abstract

Ghalib has left indelible imprints on poetic tradition of Urdu. Besides his beautiful diction, this tradition has borrowed many a thought from Ghalib. A good number of poets tried to follow him and have employed his verses or composed using the rhymes that Ghalib has already used. Technically, this kind of usage is termed as Tazmin Nigari. This article presents analytical study of Tazmini influence of Ghalib's on the posteriors.

یہ تضمین کا دوطرفہ احسان شمار کیا گیا ہے کہ اس محسنۂ شعری کے استعمال سے نہ صرف زیرِ تضمین شعر کے خالق کی قسمت جاگ اٹھتی ہے بل کہ تضمین نگار کا اپنا کلام نئی معنویت سے ہم کنار ہو جاتا ہے۔ فنّی اعتبار سے شعر پارے میں تازگی اور معنی آفرینی کے عناصر در آتے ہیں اور گذشتہ و آئندہ کے خیالات واحساسات کے اتصال سے بھی کلام میں روایت وجدت کا حسین امتزاج جھلکنے لگتا ہے۔ تضمین کے دوطرفہ احسان کی یہ نادر صورت ہمیں اشعارِ غالب میں اس حوالے سے دکھائی دیتی ہے کہ یہاں نہ صرف شاعر نے خود اپنے کلام میں اپنے معاصرین یا پیش روؤں کے اشعار و مصاریع بہ طورِ سند یا پھر بہ طورِ تحسین اور بہ طورِ اظہارِ تعلّی کے برتے بل کہ خود اُن کی اپنی شاعری آئندہ کے شعرا کے لیے ایک پرکشش تضمینی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ شعرِ غالب کا دوگونہ فیضان ہے کہ انھوں نے پیش روؤں کے تضمینی سرمایے سے اپنے کلام کی

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور